بعض شخصیات و تحریکات سے
اقبال کی دلچسپی

معین الدین عقیل

اقبال کی فکر میں جدید دنیائے اسلام کے تقریباً تمام مسائل ، افکار اور تحریکات کی بازگشت محسوس ہوتی ہے ۔ اقبال نے ایک تو جدید دنیائے اسلام کو پیش آنے والے مسائل پر اپنا نقطۂ نظر بیان کیا ہے یا جو تحریکیں جدید دنیائے اسلام میں اصلاحی و تعمیری مقاصد کے تحت رونما ہوئیں ، ان کی تائید و تحسین کی ہے یا ایسی شخصیات جن کے افکار دنیائے اسلام کو متاثر کرنے کا سبب بنے ، اقبال کی فکر کو بھی کسی نہ کسی طور پر متاثر کرتی نظر آتی ہیں ۔ بہت بڑے بڑے مسائل ، افکار اور تحریکات کے علاوہ خود اقبال کے اپنے عہد میں بعض ایسی شخصیات ، ان کے افکار اور ان کی تحریکیں پیدا ہوئیں ، جن کی اقبال نے یا تو تائید و حمایت کی یا ان میں دلچسپی لی ۔ ایسی شخصیات اور تحریکات کا مقصد چونکہ مجموعی طور پر احیائے اسلام رہا ہے ، اس لیے اقبال نے احیائے اسلام ، مسلمانوں کی فلاح و بہبود ، ترقی اور بیداری کا ذکر کرتے ہوئے اور اپنی خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے ان شخصیات و تحریکات کی تعریف و تحسین کی یا بطور مثال ان کا حوالہ دیا ہے ۔

اس ضمن میں ایسی شخصیات ، جنھوں نے اپنی راسخ فکر اور اپنی مفید کاوشوں سے دنیائے اسلام کو متاثر کیا ، متعدد ہیں اور اقبال نے ان میں سے بیشتر کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن بعض شخصیات اور ان کے کارنامے اقبال کی نظروں میں زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قابل توجہ رہے ۔ مثلاً ٹیپو سلطان کی شخصیت اور ان کی جدوجہد اقبال کے لیے بڑی پسندیدہ اور مثالی تھی ۔ ٹیپو کی شہادت کو وہ دنیائے اسلام کی تاریخ میں بے حد اہم سمجھتے تھے ۔ ان کے خیال میں ٹیپو کی شہادت (۱۷۹۹ء) کے بعد مسلمانوں کو

ہندوستان میں سیاسی نفوذ حاصل کرنے کی جو امید تھی ، اس کا بھی خاتمہ ہو گیا[۱] اسی سال جنگ نوارینو لڑی گئی ، جس میں ترک کا بحری بیڑا تباہ ہوا ، جس کے نتیجہ میں ، اقبال کے خیال میں ایشیا میں اسلام کا انحطاط اپنی انتہا کو پہنچ گیا[۲] اور اسی کے زیر اثر وہ سمجھتے تھے کہ جدید اسلام اور اس کے مسائل ظہور میں آئے[۳] اقبال کو ٹیپو سے جو عقیدت تھی اس کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ جب وہ دسمبر ۱۹۲۸ء کے آخری ایام اور جنوری ۱۹۲۹ء کے اوائل میں جنوبی ہند کے سفر پر گئے تو میسور میں بالخصوص ٹیپو کے مزار پر پہنچے[۴] اسی عرصہ میں اقبال ٹیپو پر ایک نظم لکھ کر اپنی اس کتاب (''جاوید نامہ'') میں شامل کرنا چاہتے تھے ، جسے وہ اپنی زندگی کا ماحصل بنانے کے خواہش مند تھے[۵] چنانچہ ''جاوید نامہ'' (اشاعت ۱۹۳۲ء) میں اقبال نے ''سلطان شہید'' کے عنوان سے چند صفحات پر مشتمل اشعار نظم کیے ۔ ان اشعار میں اقبال نے حقیقت حیات مرگ و شہادت کے موضوع پر جو خیالات بیان کیے ہیں ، وہ ''جاوید نامہ'' کے اہم مقامات میں سے ہیں ۔ ''جاوید نامہ'' کے علاوہ اقبال نے ''ضرب کلیم'' (اشاعت ۱۹۳۵ء) میں بھی ایک نظم ''سلطان ٹیپو کی وصیت'' کے عنوان سے لکھی ۔ اس نظم میں انہوں نے ٹیپو کی سیرت کے حوالہ سے ان اصولوں کی وضاحت کی ہے جن پر ٹیپو ساری عمر کار بند رہے ۔

مہدی سوڈانی[۶] کی شخصیت اور جدوجہد کے حوالہ سے اقبال کی یہ آرزو رہی کہ مسلمانوں کے انتشار اور زوال کے اس دور میں کاش کوئی ایسا شخص پیدا ہو جائے ، جو اپنے پیغام سے قوم کے دل میں جہاد کا ولولہ پیدا کر دے :

ساربان یاران بہ یثرب ما بہ نجد
آں حدی کہ ناقہ را آرد بہ وجد

''جاوید نامہ'' میں اقبال نے مہدی سوڈانی کے حوالہ سے مسلمانوں کو جہاد اور سخت کوشی کی تلقین کی ہے اور عالم عرب کے سرکردہ رہناؤں کو مخاطب کرکے سوال کیا ہے کہ تم کب تک اس طرح تفرقہ کا شکار بنے رہو گے ؟ کب تک اپنی ذاتی ترقی کے لیے کوشاں رہو گے ؟ کب تک ملت اسلامیہ کے مفاد عمومی سے غافل رہو گے ؟ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اپنے اندر سوز پیدا کرو اور اسلام کی سربلندی کے لیے متحد ہو جاؤ ۔ اس مقام پر وہ سوڈان کے مسلمانوں سے بڑی امیدیں وابستہ کرتے

ہوئے انہیں انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کا پیغام دیتے ہیں ۔ اسی ذیل میں وہ فرعون کی روح کے حوالہ سے کچنر (ہربرٹ کچنر) سے سوال کرتے ہیں کہ مہدی سوڈانی کی قبر کو کھود کر اور ایک مرد مومن کی نعش کی بے حرمتی کرکے تمہاری قوم کی حکمت میں کیا اضافہ ہوا ؟[7] ۔

سعید حلیم پاشا[8] سے ، بالخصوص قومیت اور تہذیب و معاشرت میں اس کے خیالات سے ، اقبال بہت متاثر تھے ۔ چنانچہ اپنے خطبہ ''الاجتہاد فی الاسلام'' (The Principle of Movement in the Structure of Islam.) مشمولا "Reconstruction of Religious Thought in Islam" میں ترک وطن پرستوں کے لادینی نظریۂ سیاست کی تردید کرتے ہوئے اس ضمن میں سعید حلیم پاشا کے خیالات کی تائید اور تعریف کی ہے ۔ خصوصاً قومیت کے تعلق سے ان کے خیالات کہ اسلام کا کوئی وطن نہیں ہے ــــ اور نہ کسی ترکی اسلام کا کوئی وجود ہے ، نہ عربی ، ایرانی اور ہندی اسلام کا[9] ۔ اقبال کے خیال میں وہ ''نہایت ہی باہصیرت اہل قلم'' تھا[10] اور اس کا طرز فکر سراسر اسلامی تھا[11] ۔ ''جاوید نامہ'' میں بھی اقبال نے ان کے ایسے خیالات پیش کیے ہیں کہ جن میں مغربی تہذیب سے گریز کا پیغام ملتا ہے ۔ حلیم پاشا کے حوالہ سے اقبال کہتے ہیں کہ تقلید مغرب کی بجائے مسلمانوں کو قرآن کا مطالعہ کرنا چاہیے ۔ قرآن کے مطالعہ کے بعد یہ معلوم ہو جائے گا کہ اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو دنیا میں کسی اور قوم کے پاس نہیں ۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو ساری دنیا ان کے قدموں پر جھک سکتی ہے ۔ اسی موقع پر انھوں نے ترکوں کی اس روش پر تنقید کی کہ وہ قرآن سے بیگانہ ہو کر مغرب کی تقلید کر رہے ہیں ۔ آگے چل کر ایک اور مقام پر اقبال حلیم پاشا کے توسط سے علماً اور صوفیہ کو ان کی اہمیت جتاتے ہوئے انہیں مسلمانوں کو ماضی سے روشناس کرانے اور انہیں ان کے مقام اور مقصد سے آگاہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں ۔[12]

اقبال مفتی عالم جان بارودی[13] کی مساعی کے بھی قدردان تھے ، جنھوں نے روس میں مسلمانان وسط ایشیا کی فکری رہنمائی کی اور مسلمانوں کی پستی کا علاج جدید تعلیم کو قرار دیا تھا[14] اقبال کا خیال تھا کہ وہ غالباً محمد بن عبدالوہاب سے متاثر تھے[15] ۔ چونکہ ان کے بارے میں اقبال کی معلومات محدود تھیں ، اس لیے انہیں تفصیلات معلوم کرنے کا اشتیاق رہا ۔ مولانا سید سلیمان ندوی سے انھوں نے اس ضمن میں استفسار کیا تھا کہ

مفتی عالم جان کی تحریک کی اصل غایت کیا تھی ۔ یہ محض ایک تعلیمی تحریک تھی یا اس کا مقصود مذہبی انقلاب بھی تھا؟[16] چنانچہ رسالہ ''معارف'' (اعظم گڑھ) مئی ۱۹۲۲ء میں مفتی عالم جان کے حالات پر مشتمل ایک مضمون ''علمائے روس'' شائع ہوا تو اقبال نے سید سلیمان ندوی کو لکھا کہ وہ ''میری آرزو سے بڑھ کر ہے'' ۔[17]

اقبال کو اس تحریک اِنقلاب سے بھی دلچسپی رہی جو چینی ترکستان کے مسلمانوں میں نمودار ہو رہی تھی ۔ ۱۹۱۳ء میں وہاں چینی منصفوں کے تقرر اور حکومت کی طرف سے وہاں کی آبادی پر ، جو تقریباً سب مسلمانوں پر مشتمل تھی ، چینی زبان مسلط کرنے کی وجہ سے بڑی بے چینی پھیل گئی تھی ۔ مسلمان یہاں عرصہ سے چینیوں کے ظلم و ستم سہتے آئے تھے ۔ اس کے نتیجہ میں بعد میں جو بغاوت ۱۹۳۰ء میں شروع ہوئی ، اس کی قیادت ماچونگ ینگ نامی ایک کم سن مسلمان نے کی ۔ اقبال اس کی جدوجہد کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ چنگیز ، تیمور اور بابر کا وطن اب بھی اعلیٰ درجہ کا بہادر سپہ سالار پیدا کر سکتا ہے[18] اقبال سمجھتے تھے کہ اس تحریک کی کامیابی سے ایک بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ چینی ترکستان میں ، جہاں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۹۹ فیصد ہے ، ایک خوشحال اور مستحکم اسلامی مملکت قائم ہو جائے گی اور اس طرح وہاں کے مسلمان ہمیشہ کے لیے چینیوں کے برسوں کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کر سکیں گے[19] اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ہندوستان اور روس کے درمیان ایک اور اسلامی مملکت کے قیام سے اشتراکیت ، مادہ پرستی ، دہریت اور لادینیت کے خطرات اگر وسط ایشیا سے بالکل نہ مٹے تو کم از کم ہندوستان کی سرحدوں سے زیادہ دور ہو جائیں گے[20] ۔

اقبال کو ہندوستان کے بعض زعما کی اصلاحی ، تبلیغی اور احیائی مساعی سے بھی دلچسپی رہی ۔ مثلاً مولوی ابو محمد مصلح[21] کی تحریک قرآن جس کا مقصد قرآن حکیم کی تعلیم ، معنی اور مطلب کے ساتھ عام اور لازمی کرنا تھا ، کی انھوں نے تائید و تحسین کی تھی[22] ابو محمد مصلح کے نام اپنے ایک خط میں انھوں نے لکھا تھا کہ قرانی تحریک کا مقصد مبارک ہے ۔ اس زمانہ میں قرآن کا علم ہندوستان سے مفقود ہوتا جا رہا ہے ۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں نئی زندگی پیدا کی جائے ۔ کیا عجب کہ آپ کی تحریک بارآور ہو اور مسلمانوں میں قوت عمل پھر عود کر آئے[23] امی

ضمن میں اقبال نے ان کی ان کاوشوں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جو وہ ترویج تعلیم قرآن کے سلسلہ میں انجام دیتے رہے۔ انھیں تحریک قرآن کی رفتار سے بھی دلچسپی رہی[۲۴] ان کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے فرزند جاوید اقبال کے لیے وہ ان کا مرتب کیا ہوا قاعدہ حاصل کرنا چاہتے تھے ، جس میں ، ان کی تحریر کے مطابق ، بچوں کو قرآن پڑھانے کا نیا طریق ایجاد کیا گیا تھا۔[۲۵]

اقبال نے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک کو بھی ، جو گو کہ ابھی اپنے تشکیلی اور ابتدائی مراحل میں تھی ، اور ان کی تصانیف بالخصوص ''الجہاد فی الاسلام'' اور ''تنقیحات'' اور ان کے مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں ان کی تحریروں سے اس تحریک کا آغاز ہو چکا تھا[۲۶] اپنی آخری عمر میں اپنی توقعات کا مرکز بنا لیا تھا۔ اس عرصہ میں ان کی یہ خواہش ہو گئی تھی کہ ایک ایسا ادارہ قائم کریں اور کچھ ایسے افراد کو جو جدید علوم سے بہرہ ور ہوں ، چند ایسے لوگوں کے ساتھ یکجا کر دیں ، جنھیں دینی علوم میں مہارت حاصل ہو ، تاکہ یہ لوگ اپنے علم اور اپنے قلم سے اسلامی تمدن کے احیاء کے لیے کوشاں ہو سکیں[۲۷] وہ چاہتے تھے کہ کسی پُر سکون مقام پر ایک ایسی مختصر سی بستی کی بنیاد رکھی جائے ، جہاں خالص اسلامی ماحول پیدا کیا جائے اور وہاں بہترین دل و دماغ کے نوجوانوں کو ایسی تربیت دی جائے ، جس سے ان میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی اہلیت پیدا ہو جائے[۲۸] چنانچہ ان کی اس خواہش کے پیش نظر چودھری نیاز علی خان نے پٹھان کوٹ کی اپنی اراضی میں سے ایک قطعہ اس مقصد کے لیے وقف کر دیا اور اقبال سے باہمی صلاح و مشورہ کے بعد[۲۹] مولانا مودودی کو ، جو اس وقت حیدر آباد دکن میں مقیم تھے ، پٹھان کوٹ منتقل ہونے کی دعوت دی چنانچہ مولانا مودودی مارچ ۱۹۳۸ء میں نقل مکانی کر کے پٹھان کوٹ پہنچ گئے۔[۳۰]

اقبال مولانا مودودی کے خیالات سے بڑی حد تک متفق تھے اور ''ترجمان القرآن'' میں ان کے مضامین کی تحسین و تعریف کرتے تھے[۳۱] علمی کاموں میں اس وقت اقبال کے پیش نظر اسلامی قانون اور فقہ کی تدوین کا کام تھا ، اور وہ خود بھی اس کام کے دوران گاہے گاہے دارالسلام (پٹھان کوٹ) جانے کا ارادہ رکھتے تھے[۳۲] لیکن اقبال کی زندگی میں وہ مقصد ابتدائی مرحلہ سے آگے نہ بڑھ سکا ، جسے کچھ عرصہ بعد ''جماعت

اسلامی" کے قیام اور تحریک اسلامی کے فروغ سے مولانا مودودی نے پورا کرنے کی جدوجہد کی ۔

حواشی

۱۔ "حرف اقبال" مرتبہ لطیف احمد خان شیروانی (لاہور ، ۱۹۵۵ء)، ص ۱۴۲ ۔

۲۔ ایضاً ، وئیز ، ص ۱۴۷ ۔

۳۔ ایضاً ، ص ۱۴۲ ۔

۴۔ تفصیلات کے لیے : "گفتار اقبال" مرتبہ محمد رفیق افضل (لاہور ، ۱۹۶۹ء) ، ص ۲۲۹ ؛ "انوار اقبال" مرتبہ بشیر احمد ڈار (کراچی ، ۱۹۶۷ء) ، ص ۲۲۷ - ۲۲۸ ۔

۵۔ اقبال بنام محمد جمیل ، مورخہ ۴ اگست ۱۹۲۹ء مشمولہ "اقبال نامہ" مرتبہ شیخ عطا اللہ ، حصہ دوم (لاہور ، ۱۹۵۱ء) ، ص ۹۱ - ۹۳ ؛ اسی مکتوب میں اقبال نے مکتوب الیہ سے ٹیپو کے ایک روزنامچہ کا علم ہونے پر اسے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی ۔

۶۔ سید محمد احمد نام ، پیدائش ۱۲ اگست ۱۸۴۴ء ، وفات ۲۲ جون ۱۸۸۵ء ؛ سوڈان کے ایک مصلح ، مجاہد اور درویشوں کی تحریک کے بانی ، سوڈان کو انگریزوں اور خدیو مصر سے آزاد کرایا اور ایک فلاحی مملکت قائم کرنے کی کوشش کی ۔ ان کی وفات کے بعد عبداللہ بن محمد نے ان کے خلیفہ کے طور پر ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۸ء تک حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالیں ، لیکن مصری افواج نے ایک انگریز ہربرٹ کچنر (Hebert Kitchener) کی قیادت میں ۱۸۹۸ء میں سوڈان پر حملہ کرکے اس اقتدار کو ختم کر دیا اور سوڈان پر پھر مصری اور برطانوی تسلط قائم ہو گیا ۔ تفصیلات کے لیے : ہولٹ ، پی ایم (Holt, p. m) ۔
"The Mahdist State in the Sudan 1881 - 1898, A Study of its Origins, Development and Overthrow." (آکسفورڈ ، ۱۹۷۰ء) ۔

۷۔ "کلیات اقبال" (فارسی) اشاعت دوم (لاہور ، ۱۹۷۵ء) ، ص ۶۸۴ - ۶۸۶ ۔

۸- پیدائش ۱۸۶۳ء ، وفات ۱۹۲۱ء ؛ خدیو مصر کے خاندان سے تعلق رکھنے والا دولت عثمانیہ کا وزیر اعظم ، ممتاز مدبر ، سیاست دان اور احیائے اسلام کے موضوع پر متعدد کتابوں کا مصنف اور مغربی سیاست ، تہذیب اور قومیت کا مخالف اور اسلامی تہذیب ، اتحاد اور اخلاقیات کا مبلغ ۔ اس کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کا صرف وہی وطن ہے جہاں شریعت نافذ ہو ۔ تفصیلات کے لیے لیوس ، برنارڈ (Lewis, Bernard) "The Emergence of Modern Turkey" (آکسفورڈ، ۱۹۶۸ء) ، ص ۲۲۵ ، ۳۵۸ -

۹- "Reconstruction of Religious Thought in Islam" (لاہور ، ۱۹۵۱ء) ، ص ۱۵۶ -

۱۰- ایضاً ۔

۱۱- ایضاً ، ص ۱۵۶ - ۱۵۷ -

۱۲- "کلیات اقبال" (فارسی) ، ص ۶۵۳ - ۶۵۴ ، ۶۶۳ - ۶۶۵ -

۱۳- پیدائش ۱۸۵۶ء ، وفات ۱۹۲۱ء ۔ قازان (وسط ایشیا) میں جدید طرز کی ایک درسگاہ کے بانی اور ناظم ، جس نے ۱۸۸۰ء میں قازان کی اسلامی یونیورسٹی کا درجہ حاصل کیا ۔ اس درس گاہ نے روسی مسلمانوں کے انقلاب و ترقی میں نمایاں اثر پیدا کیا ، جدید علوم اور سائنس کی تدریس کے طفیل ، ایک مغربی مدبر کے بقول ، پادری پرست روسی عیسائیوں سے روسی مسلمان زیادہ مغربی ہو گئے ؛ بحوالہ سید سلیمان ندوی "علمائے روس" ، معارف" (اعظم گڑھ) مئی ۱۹۲۲ء ، ص ۳۲۹ ؛ مسلمانوں کی بیداری کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں زار کی حکومت نے قید و بند کی صعوبتیں دیں ، لیکن ان کی تحریکات کو نقصان نہ پہنچا ۔ سلطان عبدالمجید خان نے ان کی رہائی کے لیے کوشش کی چنانچہ زار نے انھیں ترکی بھیج دیا ، جہاں وہ ۱۹۰۱ء تک مقیم رہے اور اس سال روس لوٹے اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کیا ۔ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں 'All Russia Muslim Democratic Party' قائم ہوئی ۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کا انھوں نے خیر مقدم کیا ۔ مسلمانوں نے انھیں حکومت روس میں یورپی روس ، سائبیریا اور قازقستان کا مفتی منتخب کیا ۔ اس کے بعد وہ مجلس اسلامیہ روس کے صدر مقرر ہوئے ۔ لیکن ان کے بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھ کر اشتراکیوں نے ان کو قید کر دیا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد آزاد ہو گئے ۔ مئی ۱۹۱۸ء میں روسی مسلمانوں کے ایک نمائندہ

وفد میں شریک ہو کر ماسکو گئے اور اشتراکی اکابر کے سامنے مسلمانوں کا یہ مطالبہ پیش کیا کہ مسلمانوں کے اداروں کو مداخلت سے پاک رکھا جائے۔ تفصیلات کے لیے : ایضاً۔ ونیز "Cambridge History of Islam" جلد اول (کیمبرج ، ۱۹۷۸ء) ، ص ۶۲۷ ؛ ۶۳۰ ، ۶۳۵ ؛ مزمل یٰسین ، "تاریخ سلطنت مسلمانان روس" (کراچی ، ۱۹۹۸ء) ، ص ۷۱ - ۷۲ -

۱۴- "حرف اقبال" ، ص ۱۳۸ -

۱۵- ایضاً۔

۱۶- مکتوب بنام ، سید سلیمان ندوی ، مورخہ یکم مئی ۱۹۲۳ء ، مشمولہ "اقبال نامہ" مرتبہ شیخ عطا اللہ ۔ حصہ اول (لاہور ، ۱۹۵۱ء) ، ص ۱۲۸ - ۱۲۹ -

۱۷- مکتوب ، مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۲ء ، مشمولہ ایضاً ، ص ۱۱۸

۱۸- "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" مرتبہ لطیف احمد خان شیروانی (لاہور ، ۱۹۷۷ء) ، ص ۲۲۸ -

۱۹- ایضاً ، ص ۲۳۰ -

۲۰- ایضاً۔

۲۱- عالم دین ، مصنف اور شاعر ۔ کئی کتابیں ، بشمول "اقبال اور قرآن" تصنیف کیں ، جن میں "توضیح القرآن" قرآن حکیم کے ترجمہ اور تفسیر پر مشتمل ہے ۔ دیگر تصانیف میں "تاریخ سہسرام" ، "مشاہیر شعرائے سہسرام" اور "شہید کربلا قرآن کی روشنی میں" ان کی معروف تصانیف ہیں ۔ نام وزیر علی خان اور تخلص "احقر" اور "مصلح" تھا ۔ کنیت ابو محمد مصلح ، مولانا ابو مصلح سہسرامی کے نام سے بھی معروف تھے ۔ سہسرام میں تقریباً ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے ۔ مدرسہ خانقاہ کبیریا سہسرام میں تعلیم حاصل کی ، پھر ۱۹۰۰ء میں دیوبند گئے ۔ مولانا انور شاہ کشمیری سے تلمذ حاصل ہوا تحریک خلافت میں سرگرمی سے حصہ لیا سہسرام ہی سے اپنی اصلاحی تحریک کا آغاز کیا اور "الاصلاح" کے نام سے رسالہ جاری کیا ۔ اسی نام سے ۱۹۲۶ء میں ایک مطبع بھی قائم کیا ۔ اس سے قبل ڈھری اون سون سے عبدالقیوم انصاری کی معیت میں "حسن و عشق" کے نام سے ایک رسالہ بھی نکالتے رہے ۔ پھر حیدر آباد دکن منتقل ہو گئے ، جہاں "ادارۂ عالمگیر تحریک قرآنی" قائم کیا اور اس کے ساتھ

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

ساتھ رسالہ ''ترجمان القرآن'' جاری کیا ۱۹۳۶ء میں لاہور منتقل ہوئے اور علامہ اقبال کے انتقال (اپریل ۱۹۳۸ء) تک وہیں رہے اور پھر حیدر آباد دکن چلے گئے۔ وہاں سے ''قرآنی دنیا'' کے نام سے اُردو اور انگریزی میں مجلہ جاری کیا۔ قرآن کی تعلیم کو عام کرنے میں زندگی بھر مستعدی سے حصہ لیا۔ مستعد، حوصلہ مند، منتظم اور دین دار عالم تھے۔ عمر بھر سادہ وضع اختیار کی۔ شاعری میں حسن جان خاں سہسرامی اور جلال لکھنوی سے تلمذ حاصل تھا۔ اول الزکر سے سلسلۂ ابوالعلائیہ میں بعیت بھی تھے۔ تاریخ وفات ۲۰ رجب ۱۳۸۸ھ/۳۰ ستمبر ۱۹۶۸ء ہے اور مدفن حیدر آباد دکن۔ تفصیلات کے لیے: ماہنامہ ''ذکریٰ'' (رامپور) اپریل ۱۹۸۲ء، ص ۵۲ - ۵۳ ونیز ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ''اقبال کی صحبت میں'' (لاہور، ۱۹۷۷ء)، ص ۳۶۶ - ۳۶۷؛ ابو محمد مصلح ''اقبال اور قرآن'' (لاہور، سن ندارد)۔

۲۲- کچھ تفصیلات کے لیے: ''اقبال اور قرآن''، ص ۱۳ - ۱۴۔

۲۳- مکتوب، مشمولہ ایضاً، ص ۱۵۔

۲۴- ایضاً، ص ۱۸۔

۲۵- ''.... مجھے اس کتاب کی ضرورت ہے، جس میں انھوں نے بچوں کو قرآن پڑھانے کا نیا طریق ایجاد کیا ہے۔ اس قاعدے کی جاوید کے لیے ضرورت ہے'' مکتوب بنام ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، مورخہ ۶۔اکتوبر ۱۹۳۶ء، مشمولہ ''اقبال نامہ'' حصہ دوم، ص ۳۳۹ - ۳۴۰؛ غالباً یہ قاعدہ ''قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کا ذکر ابو محمد مصلح نے کیا ہے، ص ۱۷ - ۱۸۔

۲۶- سید ابوالاعلیٰ مودودی ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم (پٹھان کوٹ، بار سوم)، ص ۴۔

۲۷- مکتوب، بنام مصطفےٰ المراغی، مورخہ ۵۔اگست ۱۹۳۶ء، مشمولہ ''خطوط اقبال'' مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، (لاہور، ۱۹۷۶ء)، ص ۲۸۵؛ ونیز مکتوب دیگر، مشمولہ ''اقبال نامہ'' حصہ اول، ص ۲۵۱ - ۲۵۳۔

۲۸- چودھری نیاز علی خاں ''دارالسلام کی حقیقت'' بحوالہ قاضی افضل حق قرشی ''نادرات اقبال'' مشمولہ ''صحیفہ'' (لاہور) اقبال نمبر ۱۹۷۳ء، حصہ اول، ص ۲۲۹ - ۲۳۰۔

۲۹- جس کی تفصیل : ایضاً ، ص ۲۳۰ ؛ سید نذیر نیازی "علامہ اقبال کی دعوت پر مولانا مودودی پنجاب میں" مشمولہ ، ہفت روزہ "ایشیا" (لاہور) ۱۷ - اپریل ۱۹۶۹ء ؛ ونیز "کیا مولانا مودودی علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب آئے ؟" مشمولہ ، ایضاً ، ۱۹ - اپریل ۱۹۷۰ء میں ہے -

۳۰- خود اس ضمن میں مولانا مودودی کی جو خواہشات تھیں ، ان کے لیے : "شخصیات" (لاہور ، سن ندارد) ، ص ۵۳ ؛ - ۲۵۷ -

۳۱- مکتوبِ مولانا مودودی ، مشمولہ سید اسعد گیلانی "مولانا مودودی سے ملیے" (سرگودھا ، ۱۹۶۲ء) ، ص ۳۸۸ ؛ اور اقبال مولانا مودودی کے لیے ایک روحانی سہارا تھے ، "شخصیات" ، ص ۲۵۰ -

۳۲- ایضاً ، ص ۲۵۳ ، ۲۵۶ -

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006